© rasailojaraid.com

مولانا اکرام اللہ جان قاسمی، فاضل دیوبند ناظم اعلیٰ جامعۃ البنات
الاسلامیہ سرڈھیری

قرآن و سنّت اور مسلمان خواتین

عورت معاشرہ کا ایک اہم جزو بلکہ نصف معاشرہ ہے اس کی عدم موجودگی سے معاشرہ تو کیا ایک خاندان بھی تکمیل نہیں پاتا۔ بدقسمتی سے گذشتہ تہذیبوں میں اس صنف کی بعض کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے نہ صرف پس پشت ڈالا گیا تھا بلکہ بعض مہذب معاشروں میں اس کو ایک مشین یا گھر کے سامان بلکہ اس سے بھی کمتر چیز کی حیثیت دی گئی تھی۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے مطابق قدیم یونان میں عورت کا درجہ اتنا گرایا گیا تھا کہ اس کی حیثیت بچہ پالنے والی باندی کی ہو کر رہ گئی تھی[1]

اس وقت کی اس متمدن تہذیب میں عورت کی ساری زندگی غلامی میں گذر جاتی تھی جب تک اس کی شادی نہ ہوتی تھی وہ مالک یا باپ کی غلام ہوتی تھی اور شادی ہو جانے کے بعد وہ خاوند کی غلام بن جاتی تھی، زدو کوب کرنا اور تادیبی کاروائی کرتے ہوئے غیر انسانی سزائیں دینا عیب نہیں سمجھا جاتا تھا[2]

قدیم روم میں عورت کی حیثیت غلام کی سی تھی اُس کو بازار میں بیچا جا سکتا تھا اور خریدا جا سکتا تھا کسی بھی کوتاہی پر اس کو قتل کرنا کوئی قابل سزا جرم نہ تھا[3]

قدیم عیسائیت نے بھی عورت کو انتہائی پست درجہ دیا تھا اُسے شیطان کا دروازہ اور تمام خباثتوں کی جڑ قرار دیا گیا تھا۔ بائبل کے مطابق عورت کو چاہیئے کہ اپنے سر پر محکوم ہونے کی علامت رکھے[4]

نیز اگر کوئی مرد کسی عورت سے شادی کرے اور پسند نہ آئے تو طلاق دے کر گھر سے چلتا کر دے[5]

قدیم ہندومت کے مطابق اگر عورت جھگڑا کرے تو اسے فوراً طلاق دی جائے اور اگر خاوند سے دشمنی کرتی ہو تو ایک سال انتظار کرنے کے بعد زیور اور کپڑے سب کچھ چھین کر گھر سے نکال باہر کی جاوے[6]

---

[1] انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ج ۱۹ص ۹۰۹۔ ۱۹۸۴ء ایڈیشن۔ [2] اسلام کا معاشرتی نظام از اصغر علی شاہ۔ص ۱۲۷، ۱۲۸
[3] ایضاً [4] بائبل۔گنتی۔۱۔کرنتھیون ۱۱۔۱۰
[5] بائبل استثناء ۲۴۔۱
[6] منوسمرتی ۹: ۷۷۔۸۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

موجودہ مغربی تہذیب نے آزادئ نسواں کی آواز بلند کی تو بجائے اس کے کہ عورت کو معاشرہ کا اعلیٰ فرد قرار دے کر اس کو اس کے صحیح اور جائز حقوق دیئے جاتے اُسے گھر سے باہر کر دیا گیا اور گھر جو کہ ایک چھوٹی سی حکومت تھا جس کی سربراہ عورت تھی اور جہاں پر انسانیت کی تیاری کا سامان تھا۔ موجودہ مغربی تہذیب نے عورت کا یہ محفوظ ٹھکانہ تباہ کر کے اُسے در در ٹھوکریں کھانے اور ذلیل و رسوا ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔ اب نہ اُس کی عزت محفوظ ہے نہ جسم و جان۔ چند پیسوں کی خاطر یہ بک جاتی ہے۔ لُٹ جاتی ہے۔ مگر جدید زمانہ (MODERN AGE) ہے کہ اسی کو اوجِ ثریا گردانتا ہے جب کہ یہ صورتِ حال عورت کے لیے قعرِ ذلت کی انتہاہ گہرائیوں میں زندہ درگور ہونے کی مترادف ہے۔

ابتداءً عیسائیت میں طلاق کا تصور نہیں تھا جیسا کہ بائیبل میں ہے کہ مسیح علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کیا جائز ہے کہ مرد ایک سبب سے اپنی بیوی کو طلاق دے دے آپ نے فرمایا کہ جسے خدا نے ملا دیا ہے اُسے انسان جدا نہ کرے [1]

مگر بعض ناگزیر حالات میں طلاق نہ صرف طرفین کو اذیت سے بچانے کا سبب ہو سکتی ہے بلکہ معاشرہ میں سے بگاڑ ختم کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ بھی ہے۔ چنانچہ مشرقی کلیسا نے قانونِ فطرت کے تحت نہ صرف طلاق کی اجازت دے دی بلکہ ۱۹۱۰ء میں انگلستان میں مرد و عورت دونوں کو طلاق کا اختیار دیا گیا جس سے ایک بحران پیدا ہوا اور یوں طلاق کی شرح اس حد تک بڑھی کہ انگلستان کی ایک عدالت جب تعطیل کے بعد کھلی تو پہلے ہی روز چار ہزار ایک سو طلاق کی درخواستیں پیش ہوئیں [2]

اسلام نے آکر عورت کو نہ صرف سابقہ غلامانہ تہذیبوں سے نجات دلائی بلکہ اُس کو اس کے جائز حقوق اور اعلیٰ مقام دے کر رفعت و بلندی کی معراج پر پہنچایا اور مرد و زن کے حقوق کی تقسیم اور عورت کو اس کے اعلیٰ مقام دینے میں وہ ہمہ گیر اور بے بدل نظام پیش کیا جس کی نظیر پیدائش گیتی سے لے کر قیامت تک ملنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ اس تمہید کے بعد اب اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں عورت کا کیا مقام ہے اور اس کے حقوق اور ذمہ داریاں کیا ہیں۔

مرد و زن کے حقوق کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے۔

ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف	اور عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ مردوں کا ان
وللرجال علیهن درجة واللہ	پر حق ہے دستور کے موافق، اور مردوں کو

---

[1] انجیل۔ متی ۱۹ : ۶ [2] زمزم۔ لاہور ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۲ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عزیز حکیم ہ — عورتوں پر فضیلت ہے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے [1]

عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید کرتے ہوئے قرآنِ پاک گویا ہے۔

وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسیٰ أن تکرھوا شیئاً و یجعل اللہ فیہ خیراً کثیراً [2]

اور گذران کرو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح، پھر اگر وہ تم کو نہ بھاویں تو شاید تم کو پسند نہ آوے ایک چیز اور اور اللہ نے رکھی ہے اس میں بہت خوبی۔

سابقہ تہذیبوں کے برخلاف اسلام نے عورت کو میراث کا حقدار ٹھہرایا چنانچہ ارشاد ہے۔

للرجال نصیب مما ترک الوالدات والاقربون وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون مما قل منہ او کثر نصیباً مفروضاً [3]

مردوں کے لیے ماں باپ کے ترکہ میں سے حصہ ہے اور عورتوں کے لیے بھی ماں باپ کے ترکہ میں سے حصہ ہے۔ (ترکہ) تھوڑا ہو یا بہت۔ یہ حصہ مقرر ہے۔

مخصوص جسمانی ساخت کے اعتبار سے جو مرد و زن میں فطری فرق ودیعت کیا گیا ہے اس کی وجہ سے بظاہر حقوق میں اونچ نیچ نظر آتی ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ عورت کو اس کے جائز حقوق نہیں دیئے گئے ہیں۔ جس طرح ایک ڈاکٹر کہتا ہے ناخن کے مقابلہ میں آنکھ کی زیادہ حفاظت کرنی چاہیئے تو کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایک ہی جسم کے اعضاء میں فرق کیا گیا۔ اس طرح اسلام نے جو مرد و زن کے حقوق میں مرد کو معمولی برتری دی ہے وہ عورت کی مخصوص جسمانی و ذہنی تفاوت کی وجہ سے ہے [4]

پھر مرد و عورت کے حقوق کی ظاہری اونچ نیچ کا تعلق اسی مادی دنیا تک ہے اور شریعتِ مطہرہ میں نیکی کرنے اور احسان کے مراتب حاصل کرنے میں مرد و عورت دونوں برابر ہیں۔

ارشادِ خداوندی ہے:۔

من عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ وھو مؤمن فاولئک یدخلون الجنۃ [5]

جس نے نیک عمل کیا چاہے وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مؤمن ہو۔ تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

---

[1] سورۃ البقرۃ۔ آیت ۲۲۸ [2] سورۃ النساء۔ آیت ۱۹

[3] سورۃ النساء۔ آیت ۷ [4] "خاتونِ اسلام"۔ از مولانا وحید الدین خان ص ۵

[5] سورۃ مؤمن۔ آیت ۴۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

من عمل صالحا من ذکر او انثیٰ وھو مؤمن فلنحیینہ حیوٰۃ طیبۃ ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون۔ [1]	اور جو کوئی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مؤمن ہو تو ہم اس کو پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور اس کو اس کے بہترین عمل کے مطابق اچھا بدلہ دیں گے۔

شریعتِ اسلامیہ نے دین کے کاموں میں مرد عورت دونوں کو برابر کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:۔

والمؤمنون والمؤمنات بعضھم اولیاء بعض یأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ ویطیعون اللہ ورسولہ اولٰئک سیرحمھم اللہ ان اللہ عزیز حکیم۔ [2]	مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں وہ بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں وہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ غالب در حکمت والا ہے

اس طرح جب ہم احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر دوڑاتے ہیں تو سابقہ تہذیبوں اور مذاہب کے برخلاف جن میں عورتوں کو گناہ و فساد کی جڑ اور شیطان کا دروازہ اور مکر و فریب کا مجسمہ قرار دیا گیا تھا، ہم دیکھتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو نہ صرف مسلم معاشرے کا اعلیٰ فرد قرار دیا ہے بلکہ ان کے ساتھ انتہائی نرمی کا برتاؤ کرنے اور ان کی لغزشوں سے درگذر کرنے کا تاکیداً فرمایا ہے۔ چنانچہ امام مسلمؒ اپنے مجموعۂ احادیث میں فرماتے ہیں۔

عن عبد اللہ بن عمروؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا کلھا متاع وخیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ۔ [3]	حضرت عبداللہ بن عمروؓ حضورؐ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ دنیا تمام سرمایہ ہے اور اس سرمایہ میں سے بہترین سرمایہ نیک عورت ہے۔

حضور پاکؐ نے عملی طور پر عورت کے احترام کا درس دیا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

---

[1] سورۃ النحل۔ آیت ۹۷، [2] سورۃ التوبۃ۔ آیت ۷۱، [3] مسلم شریف۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عن اسماء بنت یزید رضؓ قالت مر علینا رسول اللہ ﷺ فی نسوۃ فسلم علینا۔[1]

حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ ہم عورتوں کی جماعت پر گزرے تو آپؐ نے ہمیں سلام کیا۔

آپؐ ہی کا ارشادِ گرامی ہے۔

حُبِّبَ الیّ من دنیاکم الطیب و النساء۔

مجھے تمہاری دنیا میں سے خوشبو اور عورتیں پسند ہیں۔

عورتوں کو نیک صفات سے متصف ہونے کو سراہا گیا ہے ایک حدیث شریف میں اچھی عورت کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قیل لرسول اللہ ﷺ ای النساء خیر۔ قال التی تسرّہ اذا نظر و تطیعہ اذا امر ولا تخالفہ فی نفسھا ولا فی مالہ بما یکرہ۔[2]

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ سے پوچھا گیا کہ کون سی عورت بہتر ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جسے خاوند دیکھے تو خوش کر دے اور جب حکم دے تو وہ مانے اور اپنے نفس اور اس کے مال میں اس کی پسند کے خلاف نہ کرے۔

ایک اور حدیث شریف میں نیک عورت کو دنیا جہاں کی تمام بھلائیوں کا چوتھا حصہ قرار دیا گیا ہے رحمت للعالمینؐ نے فرمایا ہے۔

عن ابن عباسؓ أن رسول اللہ ﷺ قال اربع من أعطیھن فقد أُعطِی خیر الدنیا والآخرۃ۔ قلب شاکر ولسان ذاکر وبدن علی البلاء صابر وزوجۃ لا تبغیہ خوفا فی نفسھا ولا مالہ۔[3]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہؐ نے فرمایا کہ چار چیزیں جس کو دی گئیں اُسے دنیا و آخرت کی بھلائی دی گئی۔ ایک شکر گذار دل۔ دوسرا ذکر والی زبان، تیسرا مصیبتوں پر صبر کرنے والا بدن اور ایسی بیوی جس کے نفس اور اپنے مال میں اس کو کوئی ڈر نہ ہو۔

ایک فطری جذبہ کے تحت نرینہ اولاد کو ترجیح دی جاتی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ لڑکی کی پیدائش دخول جنت کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ ارشاد ہے۔

---

[1] ابوداؤد [2] نسائی [3] البیہقی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

من کانت لہ انثیٰ فلم یئدھا ولم یھنھا ولم یؤثر ولدہ علیھا۔ ادخلہ اللہ الجنۃ۔ ابوداؤد

جس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اس نے اسے زندہ نہیں گاڑا اور نہ اسکی تحقیر کی اور نہ اپنے بیٹے کو اس پر ترجیح دی اللہ پاک اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

لڑکیوں کی پرورش کے بارے ایک دوسری جگہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔

من عال ثلاث بنات فادبھن وزوجھن واحسن الیھن فلہ الجنۃ۔ ابوداؤد

جس کی تین بیٹیاں ہوں پس اس نے انہیں ادب سکھایا اور ان کی منگنیاں کردیں اور ان کے ساتھ اچھا معاملہ کیا تو ایسے شخص کے لیے جنت ہے۔

چنانچہ "مشت نمونہ از خروارے" کے مصداق جو کچھ قرآن و حدیث سے عورت کے حق میں بیان ہوا۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسلام نے عورت کو کیا مقام دیا ہے۔ اس کے حقوق و فرائض کیا ہیں۔ اور کس طریقہ سے وہ اپنے رب کو راضی کر کے آخرت کی ابدالآباد زندگی کو سنوار سکتی ہے۔ اللہ پاک کی بارگاہِ عالیہ میں دعا ہے۔ کہ وہ ہمیں اسلام کے ابدی اور عظیم الشان اصولوں کو سمجھنے اور ان پر زندگی بھر کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا و آخرت میں اس کے ذریعہ سرخرو و کامران فرمادے۔ آمین یارب العالمین۔ (بقیہ ص ۱۱ سے)

تعلیم خصوصی کے شعبے ہیں، الحمد للہ سب شعبے اچھے طریقے سے کام ۔۔۔۔ کر رہے ہیں، دارالاقاموں کی دا یونٹیں ہیں، ہر یونٹ کے طلبہ ایک استاد کی نگرانی میں ہیں اہتمام کے کاموں کی وسعت و تنوع کی وجہ سے مہتمم صاحب کے تعاون و نیابت کے لیے ایک بڑے استاذ (مولانا سعید الرحمٰن صاحب ندوی) مشرف اداری و تعلیمی کے نام سے کام کرتے ہیں، جن کے تعاون و مشارکت سے دارالعلوم کے تعلیمی و انتظامی کاموں کی انجام دہی میں بڑی مدد ملتی ہے۔ ندوۃ العلماء کی شہرت الحمد للہ اسلامی و عرب ممالک میں بہت اچھی ہے اور اس کی وجہ سے وہاں دعوتی و فکری کام کرنے کا میدان کھلا ہوا ہے اور یہاں کا عربی لٹریچر اور دعوتی و فکری مضامین و رسائل وقعت بلکہ رغبت و طلب کے ساتھ دیکھے جاتے ہیں اور اس کا نتیجہ ہے کہ رابطہ الادب الاسلامی جو ۱۹۸۶ء میں اسلامی الفکر عرب ادباء کی تحریک پر حجاز میں قائم ہوئی بین الاقوامی اور عالمی تنظیم کی ذمہ داری، صدارت اور سکریٹری شپ کے عہدے یہیں کے فضلاء اور منتسبین کے حوالے کیئے گئے۔

ان چند حقائق و معلومات کے ساتھ جو موجب شکر و امتنان ہیں اور ارکان مجلس انتظامی کے تحدیث بالنعمۃ اور ان کے مسرت و اطمینان کے لیے پیش کیے گئے ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ سے اخلاص و استقامت، تائید و نصرت اور حفاظت و صیانت، بلکہ توفیق و ہدایت اور قبولیت کی دعاؤں کی سخت ضرورت ہے، خادمانِ ندوۃ العلماء اور معزز ارکانِ انتظامی سے درخواست ہے کہ وہ اس کا التزام فرمائیں۔ وما التوفیق الا من عند اللہ۔

© rasailojaraid.com